فصل لربک وانحر (الکوثر)

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

قربانی، عید اور تشریق کے احکام ومسائل

ترتیب

مفتی اسدالرحمٰن چشتی

قربانی کے احکام ومسائل

مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے۔

اور اس جانور کو اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لیے باقی رکھی گئی اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد فرمایا:

"تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"(سورۃ الکوثر)

قربانی کی فضیلت میں احادیث

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں۔ اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہذا اس کو خوش دلی سے کرو۔ (سنن ترمذی)

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے خوشِ دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب روک ہو جائے گی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کر لے بال اور ناخن نہ ترشوائے۔ (الجامع الصحیح المسلم)

قربانی واجب ہونے کی شرائط

1۔اسلام غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔اگر کوئی شخص ابتدائے وقت قربانی میں کافر تھا پھر مسلمان ہوگیااور ابھی قربانی کاوقت باقی ہے تو اس پرقربانی واجب ہے۔جبکہ دوسری شرائط بھی پائی جائیں۔

2۔مقیم ہونا مسافر پرقربانی واجب نہیں۔مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔اگرکوئی شخص اول وقت میں مسافر تھا اور قربانی کے وقت میں ہی مقیم ہوگیا تواس پر بھی قربانی واجب ہوگی۔جبکہ دوسری شرائط بھی پائی جائیں۔

3۔مالک نِصاب ہونا جو مالک نِصاب ہو اوراسکا نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔مالک نِصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا،یاساڑھے باون تولے چاندی،یااتنی مالیت کی رقم،یااتنی مالیت کامال تِجارت یااتنی مالیت کاحاجاتِ اصلیہ یعنی ضروریاتِ زندگی سے زائد سامان ہو۔اس پر سال گزرنا شرط نہیں۔

ایک شخص کے پاس دوسو درہم تھے سال پورا ہوااوران میں سے پانچ درہم زکوٰۃ میں دیے ایک سو پچانوے باقی رہے اب قربانی کادن آیا تو قربانی

واجب ہے۔ اور اگر اپنے ضروریات میں پانچ درہم خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔(عالمگیری)

حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔(عالمگیری)

فقیر پر قربانی واجب نہیں، لیکن فقیر قربانی کے وقت کے اندر مالدار ہو گیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ جبکہ دوسری شرائط بھی پائی جائیں۔(عالمگیری)

4۔ آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں، جیسے غلام۔ اگر کوئی شخص غلام تھا اور قربانی کے وقت میں آزاد ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔ جبکہ دوسری شرائط بھی پائی جائیں۔

نوٹ:۔

قربانی جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے، اسی طرح عورتوں پر بھی واجب ہے۔ اور اس کے لیے بلوغ شرط ہے۔ یعنی نابالغ پر واجب نہیں ہے اور نہ اسکی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(درمختار)

قربانی کا جانور گم ہو جانا

مالکِ نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا۔ اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضرور نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔ (عالمگیری)

قربانی کے لیے بالغ افراد سے اجازت لینا

بالغ لڑکوں یا بیوی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت حاصل کرے بغیر ان کے کہے اگر کر دی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں ہے مگر کر دینا بہتر ہے۔ (عالمگیری)

دسویں کے بعد صاحب نصاب ہو جانا

یہ ضروری نہیں کہ دسویں ہی کو قربانی کر ڈالے اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وقت میں جب چاہے کرے۔ لہٰذا اگر ابتدائے وقت میں اس کا اہل نہ تھا وجوب کی شرائط نہیں پائی گئی، اور آخر وقت میں اہل ہوگیا یعنی وجوب کی

شرائط پائی گئی تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔اور اگر ابتدائے وقت میں واجب تھی اور ابھی کی نہیں اور آخر وقت میں شرائط جاتے رہے تو واجب نہ رہی۔(عالمگیری)

قربانی کا جانور صدقہ کرنا

قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے،کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔مثلاً بجائے قربانی بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی تو یہ ناکافی ہے۔(عالمگیری)

ایام نحر میں قربانی کرنا اوتنی قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے یا سنت اور صدقہ کرنا تطوّع محض ہے۔لہٰذا قربانی افضل ہوئی۔ اور وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کیے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔(عالمگیری)

قربانی کے جانور میں حصے اور شراکت

جب قربانی کی شرائط پائی جائیں تو بکری کا ذبح کرنا یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے ۔ساتویں حصہ سے کم نہیں ہوسکتا بلکہ اونٹ یا گائے کے شرکا میں اگر کسی شریک کا ساتویں حصہ سے کم ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوئی۔

گائے یا اونٹ میں ساتویں حصہ سے زیادہ کی قربانی ہوسکتی ہے۔ مثلاً
گائے کو چھ یا پانچ یا چار شخصوں کی طرف سے قربانی کریں ہوسکتا ہے اور یہ
ضرور نہیں کہ سب شرکا کے حصے برابر ہوں بلکہ کم وبیش بھی ہوسکتے ہیں ہاں یہ
ضرور ہے کہ جس کا حصہ کم ہے تو ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔(ردالمحتار)
سات شخصوں نے پانچ گایوں کی قربانی کی یہ جائز ہے کہ ہر گائے میں ہر شخص کا
ساتواں حصہ ہوا اور آٹھ شخصوں نے پانچ یا چھ گایوں میں بحصہ مساوی شرکت
کی یہ ناجائز ہے کہ ہر گائے میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے کم ہے۔شرکت میں
گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ
سے تقسیم نہ ہو۔کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔(درمختار)
گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی
نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکا میں
سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی قربانی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی
کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔(ردالمحتار)
قربانی کے جانور میں عقیقہ کی بھی شرکت ہوسکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک
صورت ہے۔(ردالمحتار)

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔یعنی تین دن ، دوراتیں۔اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔(عالمگیری)

پہلا دن یعنی دسویں تاریخ سب میں افضل ہے پھر گیارہویں اور پچھلا دن یعنی بارہویں سب میں کم درجہ ہے۔

شہر میں نماز عید سے پہلے میں قربانی نہیں ہوسکتی ،اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہوسکتی ہے۔اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوع آفتاب قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو چکنے کے بعد قربانی کی جائے۔(عالمگیری)

شہر و دیہات کا فرق مقام قربانی کے لحاظ سے ہے،قربانی کرنے والے کے اعتبار سے نہیں۔یعنی دیہات میں قربانی ہوتو وہ وقت ہے اگر چہ قربانی کرنے والا شہر میں ہو اور شہر میں ہو تو نماز کے بعد ہو اگر چہ جس کی طرف سے قربانی ہے وہ دیہات میں ہو لہٰذا شہری آدمی اگر یہ چاہتا

ہے کہ صبح ہی نماز سے پہلے قربانی ہو جائے تو جانور دیہات
میں بھیج دے۔(درمختار)

اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ عیدگاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہوگئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے۔(ردالمحتار)

امام ابھی نماز ہی میں ہے اور کسی نے جانور ذبح کرلیا
اگرچہ امام قعدہ میں ہو اور بقدر تشہد بیٹھ چکا ہو مگر ابھی
سلام نہ پھیرا ہو تو قربانی نہیں ہوئی۔

اگر امام نے ایک طرف سلام پھیر لیا ہے دوسری طرف
باقی تھا کہ اس نے ذبح کردیا قربانی ہوگئی۔ بہتر یہ ہے کہ
خطبہ سے جب امام فارغ ہو جائے اس وقت قربانی کی
جائے۔(عالمگیری)

امام نے نماز پڑھ لی اس کے بعد قربانی ہوئی پھر معلوم ہوا کہ امام نے بغیر وضو نماز پڑھادی تو نماز کا اعادہ کیا جائے قربانی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔
(درمختار)

صاحب نصاب، ایام نحر میں قربانی نہ کرسکا

جس شخص پر قربانی واجب تھی اس نے نہیں کی ہے اور ایامِ نحر گزر گئے تو قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہو سکتی۔ اگر اس نے قربانی کا جانور معین کر رکھا ہے مثلاً معین جانور کے قربانی کی منت مان لی ہے وہ شخص غنی ہو یا فقیر بہر صورت اوسی معین جانور کو زندہ صدقہ کرے اور اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے۔ اس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے۔

اگر ذبح کیے ہوئے جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اسے بھی صدقہ کرے۔

فقیر، ایام نحر میں قربانی نہ کرسکا

فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے چونکہ اس پر بھی اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے لہٰذا اس جانور کو زندہ صدقہ کر دے اور اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے۔ اس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے۔

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جانور قربانی ہی کے لیے خریدا ہو۔ اور اگر اس کے

پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اس کی قربانی کرنے کی نیت کرلی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اس پر قربانی واجب نہ ہوئی۔(عالمگیری)

نوٹ:۔ قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقرعید آ گئی اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرلے یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔(عالمگیری)

منت کی قربانی

قربانی کی منت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کریگا یا بکری کی۔؟ تو منت صحیح ہے اور بکری کی قربانی کردینا کافی ہے۔اور اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے قربانی کردینے سے بھی منت پوری ہوجائے گی۔منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کردے اور کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اوس کی قیمت صدقہ کرے۔(عالمگیری)

قربانی کے جانور کا بیان

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ 1۔اونٹ 2۔گائے 3۔بکری بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔(عالمگیری)

وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن ان کی قربانی نہیں ہوسکتی۔وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اوس بچہ کی ماں بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہے تو ناجائز۔(عالمگیری)

قربانی کے جانور کی عمر

قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے۔اونٹ پانچ سال، گائے دوسال، بکری ایک سال کی۔اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔(درمختار)

گوشت کے اعتبار سے افضلیت

بکری کی قیمت اور گوشت اگر گائے کے ساتویں حصہ کی برابر ہوتو بکری افضل ہے اور گائے کے ساتویں حصہ میں بکری سے زیادہ گوشت ہوتو گائے افضل ہے۔یعنی جب دونوں کی ایک ہی قیمت ہو اور مقدار بھی ایک ہی ہوتو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے اور اگر گوشت کی مقدار میں فرق ہوتو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔اور مینڈھا بھیڑ سے اور دنبہ دنبی سے افضل ہے جبکہ دونوں کی ایک قیمت ہو اور دونوں میں گوشت برابر ہو۔ بکری بکرے سے افضل ہے مگر خصی بکرا بکری سے افضل ہے۔اور اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔(درمختار)

قربانی کے جانور میں عیب

قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہوتو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہوتو ہوگی ہی نہیں۔

جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا، اگر جڑ تک ٹوٹا ہے تو نا جائز۔اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔

جس جانور میں جنوں ہے اگر اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اس

کی قربانی ناجائز ہے اور اس حد کا نہیں ہے تو جائز ہے۔

خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیے گئے ہیں یا مجبوب یعنی جس کے خصیے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔

اتنا بوڑھا کہ بچہ کے قابل نہ رہا یا داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اوترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔

خارشتی جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ موٹا ہو۔ اگر اتنا لاغر ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا تو قربانی جائز نہیں۔ (عالمگیری)

بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز۔

اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو، اور لنگڑا جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جاسکے، اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دم یا چکی کٹے ہوں یعنی وہ عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔

جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اوس کی ناجائز ہے اور جس کے کان چھوٹے ہوں اوس کی جائز ہے۔

جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی اس کی بھی قربانی ناجائز ہے۔

جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی

ناجائز ہے۔

بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔

جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلّالہ جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔(درمختار)

بھیڑ یا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔(عالمگیری)

جانور کو جس وقت خریدا تھا اس وقت ایسا عیب نہ تھا جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے بعد میں وہ عیب پیدا ہو گیا تو اگر وہ شخص مالک نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالک نصاب نہیں ہے تو اسی کی قربانی کرلے۔(ہدایہ)

قربانی کرتے وقت جانور اچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا یہ عیب مضر نہیں یعنی قربانی ہو جائیگی۔اور اگر اچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہو گیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ لایا گیا اور ذبح کر دیا گیا جب بھی قربانی ہو جائے گی۔(درمختار)

قربانی کا جانور مر گیا یا چوری ہوگیا

قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں۔

اگر قربانی کا جانور گم ہوگیا یا چوری ہوگیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کو چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔(درمختار)

مگر غنی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگر چہ اس کی قیمت دوسرے سے کم ہو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اتنی رقم صدقہ کرے۔اگر پہلے کو بھی قربان کر دیا تو اب وہ تصدق واجب نہ رہا۔(ردالمحتار)

قربانی کے مستحبات

مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوبصورت اور بڑا ہو۔اور بکری کی قسم میں سے قربانی کرنی ہو تو بہتر سینگ والا مینڈھا چتکبرا ہو،جس کے خصیے کوٹ کر خصی کر دیا ہو۔

ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے اور ذبح کے بعد جب تک جانور

ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کے تمام اعضا سے روح نکل نہ جائے اس وقت تک ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اتاریں۔

بہتر یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے کرے۔ اگر اچھی طرح ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے کو حکم دے وہ ذبح کرے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو۔

قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرانا چاہیے اگر کسی مجوسی یا دوسرے مشرک سے قربانی کا جانور ذبح کرا دیا تو قربانی نہیں ہوئی بلکہ یہ جانور حرام و مردار ہے اور کتابی سے قربانی کا جانور ذبح کرانا مکروہ ہے، لیکن قربانی ہو جائے گی۔

قربانی کا گوشت تقسیم کرنا

بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ فقرا کے لیے اور ایک حصہ دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔ اور کل کو صدقہ کر دینا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔

تین دن سے زائد اپنے اور گھر والوں کے کھانے کے لیے رکھ لینا بھی جائز ہے۔

قربانی کا چمڑا

قربانی کی چمڑا رسّی اور اس کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لاسکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لاسکتا ہے۔ مثلاً جائے نماز، مشکیزہ، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کر سکتا ہے۔ (درمختار)

اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کریگا بلکہ اس لیے کہ اسے صدقہ کر دے گا تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں)

قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔ (ھدایہ)

بعض مقامات پر قربانی کا چمڑا امام کو دیا جاتا ہے۔ اگر بطور اجرت دیا جائے تو ناجائز، اگر بطور اعانت و ہدیہ دیا جائے تو درست ہے۔

قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لیے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ وممنوع ہے۔

قربانی کے جانور پر سوار ہونا یا اس پر کوئی چیز لادنا یا اوس کو اُجرت پر دینا منع ہے۔

اگر اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کر دے۔ اور اُجرت پر جانور کو دیا ہے تو اُجرت کو صدقہ کرے۔

اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔ (ردالمحتار)

جانور دودھ والا ہے تو اس کے تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکے کہ دودھ خشک ہو جائے۔ اگر خشک نہ ہو تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

قربانی کے لیے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو بھی ذبح کر ڈالے۔ اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

قربانی کی اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کماحقہ ان مسائل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عید اور تکبیرات تشریق
کے احکامات ومسائل

عید کے احکامات ومسائل

لفظ عید کا معنیٰ ''بار بار کسی چیز کا آنا'' اور خوشی کے ہیں۔ کیونکہ یہ بار بار لوٹ کر آتی ہے اور خوشی کا موقعہ بھی ہے۔ اس وجہ سے اسے عید کہا جاتا ہے۔

دنیا کے ہر مذہب میں کچھ دن ایسے ہیں جن کو عام دنوں سے ہٹ کر انفرادی حیثیت سے گزارا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں بھی دو خاص دن مقرر فرمائے ہیں، جس میں مسلمان اپنے رب کی بارگاہ میں عجز و نیاز کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا ذکر کر کے شکر ادا کرتے ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے کر اپنی محبت اور بھائی چارے کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وہ ایام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ہیں۔

اسلام میں عیدین کی ابتداء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ کے لوگ دو تہوار جوش خروش سے مناتے ہیں، اور ان دونوں تہواروں میں کھیل تماشے کیا کرتے ہیں۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگ یہ دو دن کس خوشی میں مناتے ہو؟ اہلِ مدینہ نے کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے سے ہی ان دو دنوں تہواروں کوکھیل کود کے دن کے طور پر مناتے ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشادفرمایا : اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے ان دوتہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر فرمائے ہیں۔عید الاضحی اور عید الفطر کا دن۔(ابوداود)

اس دن سے لے کر آج تک ان ایام کو مسلم قوم بطور مذہبی تہوار مناتی ہے۔

نمازِ عید کا وقت

نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے۔مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحی میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے۔اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہوگیا ہوتو نماز جاتی رہی۔زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے۔طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کے نصف وقت کو ضحوہ کبریٰ اور نصف النہار شرعی کہتے ہیں۔

نمازِ عید کا طریقہ

پہلی رکعت۔ دو رکعت واجب عید الفطر کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ پھر ثنا پڑھے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ پھر امام تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ سورۃ الفاتحہ اور کوئی بھی سورۃ پڑھے۔ پھر رکوع و سجدہ کرے۔

دوسری رکعت۔ دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔

نوٹ:

عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں، تین پہلی میں قراءت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قراءت کے بعد، اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھ تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے

درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے۔اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھے۔

تکبیراتِ عید چھوٹ جانے کا مسئلہ

پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو۔اور تین ہی کہے،اگرچہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں۔

اگراس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے۔

اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے۔پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی ساقط ہوگئیں۔

اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا، اس میں ہاتھ نہ اٹھائے۔

اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ

کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے، فبہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارہ میں مذکور ہوئی۔

جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا پھر سو گیا یا اس کا وضو جاتا رہا، اب جو پڑھے تو تکبیریں اتنی کہے جتنی امام نے کہیں، اگر چہ اس کے مذہب میں اتنی نہ تھیں۔

امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے نہ رکوع میں تکبیر کہے۔

پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو قراءت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔

امام نے تکبیراتِ زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔ (عالمگیری، درمختار)

نمازِ عید کے لیے اذان واقامت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے دن نماز کے لئے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھائی خطبے

سے پہلے۔ پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ٹیک لگائے کھڑے ہو گئے، اللہ پر تقوی کا حکم دیا اور اس کی اطاعت کی ترغیب دی اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی پھر عورتوں کے پاس جا کر ان کو وعظ ونصیحت کی اور فرمایا کہ صدقہ کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں، عورتوں کے درمیان سے ایک سرخی مائل سیاہ رخساروں والی عورت نے کھڑے ہو کر عرض کیا کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرمایا : کیونکہ تم شکوہ زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری، حضرت جابر فرماتے ہیں وہ اپنے زیوروں کو صدقہ کرنا شروع ہو گئیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ عید الفطر کے دن نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ امام کے نکلنے کے وقت، اور نہ بعد میں، نہ اقامت اور نہ اذان، نہ اور کچھ کہا جاتا۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر وعید الاضحی کے دن تشریف لاتے تو نماز سے ابتداء فرماتے جب نماز ادا کر لیتے تو کھڑے ہوتے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور صحابہ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی لشکر کے روانہ کی ضرورت ہوتی تو ان سے اس کا ذکر فرماتے اور اگر اس

کے علاوہ کوئی اور ضرورت ہوتی تو ان سے اس کا ذکر فرماتے اور فرماتے صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو اور عورتیں زیادہ صدقہ کرتیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آتے۔ (مسلم)

نمازِ عید کا خطبہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس پر گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ عید کے موقع پر مردوں کی صفوں میں سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو خطبہ اچھی طرح نہیں سنائی دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں علیحدہ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا۔ یہ وعظ سن کر کوئی عورت بالی اور کوئی عورت انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے دامن میں یہ چیزیں لینے لگے۔ (بخاری)

نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خطبۂ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو وہاں مکروہ یہاں بھی مکروہ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے پیشتر خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے پیشتر نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر

کہنا سنت ہے اور جمعہ میں نہیں ۔(درمختار)

ایامِ عید میں روزہ کی ممانعت

حضرت ابو عبید نے بیان کیا کہ وہ بقر عید کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید گاہ میں موجود تھے ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ میں فرمایا۔اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک وہ دن ہے جس دن تم رمضان کے روزے پورے کر کے افطار کرتے ہو یعنی عید الفطر اور دوسرا تمہاری قربانی کا دن ہے ۔(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نذر مانی ہو کہ کچھ مخصوص دنوں میں روزے رکھے گا۔پھر اتفاق سے انہیں دنوں میں بقر عید یا عید الفطر کے دن پڑ گئے ہوں؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید اور عید الفطر کے دن روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ ان دنوں میں روزے کو جائز سمجھتے تھے ۔(بخاری)

دوعیدوں (عیدوجمعہ) کا جمع ہونا

آج کل عوام میں ایک بات مشہور ہے کہ ایک دن میں دوعیدوں یعنی جمعہ اور عید کا جمع ہونا اچھا نہیں ہے۔ایسا قول کرنا سراسر مبنی بر جہالت ہے۔حقیقت میں یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن میں دو عیدیں یعنی جمعہ وعید عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت ابوعبید نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خلافت کے زمانہ میں عیدگاہ میں حاضر تھا۔اس دن جمعہ بھی تھا۔آپ نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا۔اور فرمایا اے لوگو! آج کے دن تمہارے لیے دوعیدیں جمع ہوگئیں ہیں۔ یعنی عید اور جمعہ۔پس اطراف کے رہنے والوں میں سے جوشخص پسند کرے جمعہ کا بھی انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہے تو نماز عید کے بعد ہی،تو وہ واپس جا سکتا ہے،میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔(بخاری)

نمازِ عید کو راستہ بدل کر آنا جانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ایک راستہ سے جاتے پھر دوسرا راستہ بدل کر آتے۔(مسلم)

نماز عید کے لیے آتے اور جاتے ہوئے راستہ تبدیل کرنا سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔لیکن ایسا کرنا لازم نہیں۔اگر کوئی شخص آنے جانے کے لیے ایک ہی راستہ استعمال کرتا ہے تو اس پر شرعا کوئی حرج نہیں ہے۔

روزِ عید کے مستحبات

عید کے دن یہ امور مستحب ہیں۔

(1)حجامت بنوانا۔(2)ناخن ترشوانا۔(3)غسل کرنا۔(4)مسواک کرنا۔(5)اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا۔(6)انگوٹھی پہننا۔(7)خوشبو لگانا۔(8) صبح کی نماز مسجد محلّہ میں پڑھنا۔(9)عید گاہ جلد چلا جانا۔(10)عید الفطر کے موقع پر نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔(11) عید گاہ کو پیدل جانا۔(12) دوسرے راستہ سے واپس آنا۔(13) نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھالینا۔تین،پانچ،سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے،نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔لیکن بقرعید میں سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا افضل ہے۔(بہار شریعت)

نمازِ عید سے پہلے نوافل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھائیں نہ اس کے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے ۔ آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم فرمایا تو وہ اپنی بالیاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈالنے لگیں ۔ (بخاری)

نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے ۔عید گاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں ۔ یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے ۔اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے ۔(درمختار، عالمگیری)

عذر کی وجہ سے نمازِ عید کو موخر کرنا

کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہو سکی ۔مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت ملی کہ نماز نہ ہو سکی ۔ یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا۔ان سب صورتوں میں

دوسرے دن پڑھی جائے۔اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عیدالفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہوسکتی۔اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور بلاعذر عیدالفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔ (عالمگیری،درمختار)

تکبیراتِ تشریق

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں،وہ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ (تنویرالابصار)

تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کرسکے،اگر مسجد سے باہر ہوگیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہوگئی اور بلاقصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے (ردالمحتار)

تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا اور اگر اس کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔(درمختار)

نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی۔ اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ یوہیں جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت جماعتِ مستحبہ نہیں۔ (درمختار، جوہرہ)

نفل وسنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔ (درمختار)

مسبوق ولاحق پر تکبیر واجب ہے، مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں۔ (ردالمحتار)

جن دِنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی ایّام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یوہیں ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یوہیں سال گذشتہ کے ایّام تشریق کی قضا نمازیں اس سال

کے ایّام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں، ہاں اگر اسی سال کے ایّام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھیں دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔(ردالمحتار)

منفرد پر تکبیر واجب نہیں۔(جوہرہ) مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی ہو۔(درمختار، ردالمحتار)

ان تاریخوں میں اگر عام لوگ بازاروں میں باعلان تکبیریں کہیں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں عید الاضحیٰ کی خوشیاں اسلام کے طریقہ کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بالخصوص فلسطین، کشمیر، برما، عراق افغانستان و دیگر اسلامی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو راحت وسکون نصیب فرمائے۔آمین

مفتی اسد الرحمٰن چشتی
پیر محل، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
0301-6591366